حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی امتحانات ربانی میں کامیابی

(از مولوی محمد سلیمان صاحب صدیقی بھنیاوی متعلم جماعت ہشتم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ہے ابھی مشہور دنیا میں مسلمانی تری ضوفگن ہے مہرساں تنویر ایمانی تری
یاد ہے وہ جانچ میں پورا اترنا بھی ترا کیوں نہ ہو اسلام میں مسنون قربانی تری

اگر تاریخ عالم پر نظر ڈالی جائے تو دنیا کی ابتداء سے آجتک ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ جس میں قدرت کا اصول امتحان نظر نہ آتا ہو قوموں کا عروج اور زوال افراد کی ترقی اور انحطاط بادشاہوں کی بادشاہی اور فقیروں کی فقیری اسی قانون کے ماتحت گردش کرتی رہتی ہے کسی کو پھولوں کی سیج پر کسی کو کانٹوں کے بستر پر کسی کو تخت شاہی پر کسی کو بستر گدائی پر کسی کو میدان کارزار کی ہوش ربائیوں میں کسی کو ناز و نعم کے نازک آغوش میں کسی کو اطلس و دیبا کے پر غرور و پر شکوہ ملبوسات میں کسی کو عریانی کی ذلت و رسوائی میں کسی کو جہاں بانی کی مسرت و شادمانیوں میں کسی کو محکومی کی صبر آزمائیوں میں کسی کو صحت کی نعمت سے اور کسی کو بیماریوں کی مصیبت میں آزمایا جاتا ہے۔ جب ہم قدرت کے اصول امتحان کی وسعت اور ہمہ گیری پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں کہیں اس میدان میں آدم اول نظر آتے ہیں تو کہیں آدم ثانی حضرت نوح کہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کہیں حضرت ذبیح اللہ کہیں حضرت یعقوب کہیں حضرت یوسف کہیں حضرت موسیٰ اور کہیں حضرت داؤد کہیں حضرت ایوب اور کہیں حضرت عیسیٰ کبھی کوہ طور آزمائش گاہ بنا ہوا ہے تو کبھی جیل خانہ کی تاریک کوٹھری کبھی چاہ کنعان کبھی آزر کا آتش کدہ اور کبھی مکہ کی وادیاں غرض اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو طرح طرح سے آزماتا رہتا ہے میں حضرت ابراہیم خلیل کے امتحانات ربانی کو مختصراً زیور تحریر سے آراستہ کرونگا جو ناظرین کرام کو اسلام کی قربانیوں کی ابتدا کی طرف رہنمائی کریں گے۔ آزر (ابراہیم علیہ السلام کے والد) کی بت پرستی اور بت فروشی خاندانی ماحول اور قوم کا مشرکانہ گرد و پیش حضرت ابراہیم کے لئے مستقل آزمائش گاہ بنا ہوا تھا اور آپ کو روحانی تکلیف ہوتی تھی اس کو دیکھتے ہوئے آپ نے پہلے اپنے باپ آزر کے سامنے بت پرستی کی تردید نہایت موثر پیرایہ میں کی اور ہر طرح سے آزر کو سمجھایا کہ وہ بتوں کو نہ پوجا کرے چنانچہ آپ نے فرمایا یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعۡبُدُ مَا لَا یَسۡمَعُ وَ لَا یُبۡصِرُ وَ لَا یُغۡنِیۡ عَنۡکَ شَیۡئًا الآیہ اے میرے باپ ایسی چیز کی عبادت آپ کیوں کرتے ہیں جو دیکھنے اور سننے پر بھی قادر نہیں اور نہ آپ کو کسی قسم کے فائدہ پہنچانے پر اختیار ہے۔ ان ہدایات کے جواب میں آزر نے پرلے درجے کی سختی سے کام لیا اور کہا اَرَاغِبٌ اَنۡتَ عَنۡ اٰلِهَتِیۡ یٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ لَئِنۡ لَّمۡ تَنۡتَهِ لَاَرۡجُمَنَّکَ وَ اهۡجُرۡنِیۡ مَلِیًّا ۔ یعنی اے ابراہیم کیا ہمارے بتوں کی پرستش سے روگردانی کرنی چاہتا ہے دیکھ اگر تو باز نہ آیا تو ہم پتھر مار مار کر تیری مرمت کر دینگے ورنہ اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے تو ہمارے معبودوں کی تردید و تکذیب ترک کردے ازاں بعد آپ نے اپنی قوم کو بھی ہدایت شروع کی کہ شاید ان میں سے کوئی سعید روح توحید پر مائل ہو جائے اپنی قوم کو اور اپنے باپ کو مخاطب

کرتے ہوئے آپ نے فرمایا مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ٥ یہ کیسی مورتیں ہیں کہ جس کا تم لوگ اعتکاف کرتے ہو تو ان لوگوں نے اس کے جواب میں کہا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ٥ کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسا ہی کرتے دیکھا تھا کہ وہ لوگ ان بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے اس پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تم اور تمہارے باپ دادا کل کے کل گمراہ و بے دین ہو اور یہیں تک بس نہیں کیا بلکہ اس بات کا بھی عزم کر لیتے ہیں کہ میں تمہارے معبودوں کی مرمت کرونگا اسی انتظار میں رہے کہ کسی طرح موقعہ ہاتھ لگے تو ان کے معبودوں کے ساتھ کچھ کارروائی کی جائے اتفاق سے جب ان کی عید کا دن ہوا تو ابراہیم علیہ السلام کے والد نے آپ سے کہا کہ اے ابراہیم ہم لوگوں کے ساتھ ہماری عیدگاہ چلو تاکہ ہمارے دین کی خوبیاں تم پر ظاہر ہو جائیں۔ اپنے باپ کے کہنے کے بموجب دو چار قدم چلے کہ ان لوگوں کی عادت کے مطابق ستارہ کی طرف دیکھکر فرمایا اِنِّيْ سَقِيْمٌ یعنی میں بیمار ہوں عیدگاہ نہیں جاسکتا ہوں (یہ بظاہر جھوٹ معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقت جھوٹ نہیں ہے کیونکہ اِنِّيْ سَقِيْمٌ اصل میں اِنِّيْ سَاَسْقُمُ ہے۔ عنقریب...... بیمار ہو جاؤں گا یعنی تمہاری عیدگاہ میں جانے سے میرا دل بیمار ہو جائیگا اور وہ نورانیت باقی نہ رہے گی جو اس وقت ہے) ان لوگوں کی عادت تھی کہ جب عیدگاہ جاتے تو پہلے اپنے معبودوں کے آگے انواع واقسام کے کھانے چن دیتے۔ بنابریں وہ پر تکلف کھانے اپنے معبودوں کے آگے رکھکر جب عیدگاہ کو چلے گئے تب یہ خدا کا خلیل اور محب صادق ان معبودان باطلہ کی طرف رخ کیا جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ کھانے ہر ایک بت کے آگے چنے ہوئے ہیں مگر کوئی کھاتا نہیں تو آپ نے تمسخر و استہزا کے طور پر فرمایا کیوں جی کھاتے کیوں نہیں جب ان معبودان باطلہ نے کچھ جواب نہ دیا تو ابراہیم علیہ السلام نے کلہاڑی لیکر ہر ایک کو توڑ پھوڑ دیا مگر جو ان میں سب سے بڑا تھا اس کو باقی رکھا اور اس کی گردن میں کلہاڑی لٹکا دی جب وہ لوگ واپس آئے تو دیکھا کہ یہاں معاملہ دگرگوں ہے اس پر آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے کہ ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ بے ادبی کس نے کی ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ ایک نوجوان ہے جو اکثر ان معبودوں کی شان میں اہانت آمیز کلمات استعمال کرتا رہتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کی یہ کارروائی ہے تو لوگوں نے مشورہ کیا کہ اس جوان کو ہمارے سامنے لایا جائے چنانچہ آپ بلائے جاتے ہیں آپ سے لوگوں نے دریافت کیا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ٥ اے ابراہیم کیا تم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے آپ نے فرمایا بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہے اگر یہ کلام کر سکتے ہوں تو دریافت کر لو تو ان لوگوں نے کہا کہ تم تو جانتے ہی ہو کہ یہ لوگ گفتگو نہیں کر سکتے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر تم لوگ ایسے بے جان و بے حس و حرکت کی جو کلام کرنے پر بھی قادر نہ ہوں پرستش و عبادت کیوں کرتے ہو؟ تف ہے تمہاری بیوقوفی پر اس پر وہ لوگ طیش میں آگئے اور آپس میں کہنے لگے حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ٥ کہ تم لوگ اگر اپنے معبودوں کی امداد کرنی چاہتے ہو تو اس شخص کو جلا کر خاک کر دو اس پر سب متفق ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام کو قید کر دیا اور ساری قوم لکڑیاں جمع کرنے میں لگ گئی حتی کہ کوئی بیمار ہوتا تھا یا کسی چیز کی خوشی حاصل ہوتی تھی تو لکڑیوں کے جمع کرنے کی نذر مانا کرتے تھے

اور بوڑھی عورتیں سوت تیار کرکے بیچا کرتی تھیں اور اس پیسے سے لکڑیاں خریدتی تھیں اور ایسا کرنا باعث ثواب سمجھا کرتی تھیں اگر کوئی مرجاتا تو اپنے پس ماندگان کو لکڑیاں خرید کرکے جمع کرنے کی وصیت کرجاتا غرضکہ نہایت ہی مستعدی سے نمرود اور اس کی قوم نے ایک مہینہ میں لکڑیوں کا انبار لگا دیا اور ایک بہت بڑا مکان تیار کرکے اس میں لکڑیاں بھردی گئیں جب آگ جلائی گئی تو اس قدر سوزش و لپٹ معلوم ہوتی تھی کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ نزدیک جاکر ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دے آخرش شیطان لعنۃ اللہ علیہ کے اشارے سے منجنیق تیار کی گئی اور اس میں رکھکر اس خدا کے برگزیدہ و مخلص بندے کو اس دہکتی ہوئی اور شعلہ زن آگ میں ڈال دیا گیا مفسرین نے لکھا ہے کہ جس وقت آپ کو آگ میں ڈالا گیا اس وقت زمین و آسمان میں جتنی چیزیں سوائے انسان اور جن کے ہیں بیک زبان بول اٹھیں کہ خداوندا زمین پر تیری عبادت کرنے والا اس وقت یہی تنہا ہے اگر تو اجازت دے تو ابھی اس کی امداد کے لئے ہم لوگ تیار ہوجائیں باری تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تنہا روئے زمین میں میرا خلیل ہے اور میں تنہا اس کا معبود ہوں اگر وہ تم میں سے کسی سے امداد طلب کرے تو مدد کرو میں اجازت دیتا ہوں اور اگر اس نے میرے علاوہ کسی دوسرے کو نہ پکارا تو میں اس کا کارساز ہوں نیز میں اس حالت سے خوب واقف ہوں لہذا میرے اس کے درمیان جو کچھ ہو رہا ہے اس میں تم لوگ دخل نہ دو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کریمی کا اظہار فرمایا وہ خدا جس نے آگ میں حرارت اور سوزش کا مادہ پیدا کر رکھا ہے آگ کو حکم دیتا ہے کہ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈی ہوجا اور زیادہ ٹھنڈی بھی نہ ہونا بلکہ اپنے آپ میں ایسی تبدیلی پیدا کر جو ابراہیم علیہ السلام کے لئے باعث سلامتی ہو جب آپ بال بال بچ گئے تو نمرود یہ دیکھکر انگشت بدنداں ہوگیا کہ آگ ابراہیم کے حق میں گلزار بن گئی ہے

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا   آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کی سرکشی و نمرود کی ہٹ دھرمی شرارتوں اور فساد آرائیوں پر مصر رہنے پر سخت مغموم ہوئے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے جب آپ اپنے وطن مالوف کو خیرباد کہکر دوسری طرف چلے تو اثنائے راہ میں ایک اور ابتلا میں پڑگئے یعنی ایک جابر و ظالم بادشاہ کے شہر سے آپ کا گذر ہوا اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام بھی تھیں جب اس ظالم بادشاہ کو آپ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو اپنا ایک قاصد حضرت ابراہیم کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ دریافت کرے کہ جو عورت آپ کے ساتھ ہے وہ آپ کی کون ہے کیونکہ اس ظالم کی عادت تھی کہ جو کوئی مسافر اس شہر میں آتا تھا اور اس کے ساتھ اگر اس کی بیوی ہوتی تھی تو زبردستی چھین لیتا اور اگر بہن وغیرہ ہوتی تو چھوڑ دیتا جب ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ عورت تمہاری کون ہے تو انھوں نے فرمایا میری بہن ہے (یہ جملہ بھی بظاہر جھوٹ معلوم ہوتا ہے مگر در حقیقت جھوٹ نہیں ہے بلکہ حضرت سارہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کی بنا پر دینی بہن تھیں) مگر اس خبیث الطبع انسان نے باوجود اس کے حضرت سارہ کو اپنے دربار میں طلب کرکے دست درازی کرنی چاہی۔

مگر خدا نے آپ کی عزت کو اس ظالم کے ہاتھ سے محفوظ رکھا چنانچہ تین مرتبہ اس خبیث نے دست درازی کی اور تینوں مرتبہ اس کے فعل شنیع سے باز رکھنے کے لئے قدرت کیطرف سے زبردست پکڑ ہوتی تھی اور وہ باز رہتا تھا حتی کہ اپنے درباریوں سے کہا کہ اس کو جلد یہاں سے ہٹاؤ۔ یہ انسان نہیں شاید جن ہے۔ بلکہ حضرت سارہ کی حفاظت میں اللہ کی قدرتوں کو دیکھکر وہ سمجھا کہ یہ بڑی ہستیاں ہیں چنانچہ اس نے ان کے ساتھ اپنے گھر سے حضرت ہاجرہ والدہ اسمٰعیلؑ کو بھی کر دیا۔ جب اس خالق حقیقی نے اپنے ایک مخلص پرستار کی آزمائش کی اور ہر طرح پرکی گھر وطن سے نکالدیا، باپ سے علیحدہ کیا، کنبہ والوں کو بیزار کر دیا، بستی والوں کو دشمن بنایا، قوم میں نفرت پیدا کر دی، حکومت کو دشمنی پر آمادہ کر دیا۔ آگ میں زندہ ڈلوایا، الغرض مال کی، عزت کی، ناموس کی، جان کی، آزمائش اور پوری آزمائش ہو چکی تو اس پرستار حق کو یہ خیال گذرا کہ اب بڑھاپا شاید جین سے گذرے اب فکر تھی تو یہ تھی کہ آئندہ توحید کی دعوت دینے والا کون ہوگا سوچ تھا تو اس کا کہ اپنے بعد اس دولت رسالت اور اس نعمت عظمٰی کا وارث کون ہوگا دعا کی ہاں اسی سے دعا کی جو کافروں اور منکروں تک کی سنتا ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اے پروردگار مجھے صالح اور نیک اولاد عطا کر دنیا میں لوگ خوبصورت اولاد مانگتے ہیں اور تندرست وصیح سالم مانگتے ہیں جو والدین کو خوب کما کما کر کھلائے اور ان کا نام دنیا میں روشن رکھے لیکن اللہ کے درکا یہ بھکاری کچھ نہیں مانگتا وہ اولاد کا لفظ تک زبان پر نہیں لاتا اس کے دل میں طلب اور زبان پر آرزو صرف ایک بندہ صالح کی ہے سوال کسی کریم سے تھا دعا قبول ہوتی ہے جواب ملتا ہے فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ اے ابراہیم تمہیں بردبار لڑکے کی بشارت ہو۔ اس پر بوڑھے باپ کا دل باغ باغ ہو گیا محض اسی قدر وعدہ نہیں ہوا کہ اس کبرسنی میں ایک فرزند عطا ہوگا بلکہ صحیح وسالم زندہ وتندرست فرزند عطا ہوگا۔ جو مادی وروحانی دونوں حیثیتوں سے باپ کا عصائے پیری بنے گا اولاد کی نعمت جب کبھی حاصل ہوتی ہے دل کا کنول کھلا دیتی ہے چہ جائیکہ بڑھاپے کی اولاد اس پر طرہ یہ کہ سعید وصالح اولاد بوڑھے ماں باپ نے خدا معلوم کن کن تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھ یہ زمانہ گذارا ہوگا بالآخر وہ مبارک وقت آیا اور وہ بچہ پیدا ہوا کہ جس کی خوشخبری خالق ارض وسما نے دی تھی مگر اس مسرت وشادمانی کے ساتھ ہی تیسرے دور ابتلا کا آغاز ہوتا ہے اور فرمان خداوندی کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی ماں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو لیکر حجاز کی طرف روانہ ہوئے حجاز میں پہنچکر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لخت جگر اور رفیقہ زندگی کو اس بے آب وگیاہ وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا جو ان دنوں مکہ کے نام سے مشہور تھی جب پانی کی ایک چھاگل اور چند کھجوریں دیکر حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ سے رخصت ہونے لگے تو آپ نے یہ عرض کی کہ آپ ہم کو اپنی مرضی سے چھوڑے جا رہے ہیں یا آپ کو ایسا کرنے کے لئے خداوند قدوس نے ارشاد فرمایا ہے خلیل اللہ نے جواب دیا ہاں خدا کے حکم سے حضرت ہاجرہ نے فرمایا جب خداوند تعالیٰ کے حکم پر چھوڑے جا رہے ہیں تو وہ عالم الغیب ہمیں ضائع نہیں کرے گا اس پر بڑے اطمینان کا اظہار کیا جو لوگ صاحب اولاد ہیں وہ خیال فرمائیں کہ خداوند تعالیٰ کے نام پر فدا ہونے والے کس دل ودماغ کے

انسان تھے جھلستی ہوئی دھوپ بے آب ودانہ صحرا سنگلاخ اور پتھریلے میدان میں اپنے شیر خوار بچے اور اپنی بیوی کو اکیلے چھوڑ کر چلے جانا ابراہیمی کا کام تھا اور یہ سنتے ہی کہ جو کچھ کیا جارہا ہے خدا کے حکم سے ہے کامل صبرو سکون کا اظہار کرنا شکایت کا ایک لفظ تک اپنی زبان پر نہ لانا ہاجرہؑ ہی کا کام تھا جب حضرت ابراہیمؑ ثنیہ کے نزدیک پہنچے تو بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر یہ الفاظ دعا گو ہوئے رَبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ الآیہ اے ہمارے پرورش کرنے والے میں نے اپنی کچھ اولاد تیرے عزت والے گھر کے پاس اور ناقابل زراعت بیابان میں بسائی ہے۔

پھر ایک آخری مگر سب سے زیادہ سخت امتحان کا مطالبہ کیا گیا اور کہا گیا کہ اگر دعوئے محبت وخلت میں صادق وراستباز ہو تو آؤ اور دنیا کی سب سے عزیز ترین متاع اپنے ننھے ولاڈلے پارہ جگر اسمٰعیل کو ہمارے نام پر قربان کردو۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام جن کی زندگی کا مقصد اصلی جان نثاری اور فداکاری تھا بیداری نہیں محض خواب کی آواز پر اپنے چہیتے لخت جگر کو راہ خدا میں قربان کرنے کیلئے تیار ہوگئے اور اس راستہ میں شفقت پدری حائل نہ ہو سکی اور نہ مستقبل کی خوشگوار امیدیں جو ان سے وابستہ تھیں بغیر تامل وجھجک کے اپنے نور نظر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا يَٰبُنَيَّ إِنِّيٓ أَرَىٰ فِي ٱلۡمَنَامِ أَنِّيٓ أَذۡبَحُكَ فَٱنظُرۡ مَاذَا تَرَىٰ اے میرے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کررہا ہوں تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے کیسی ہوشربا آزمائش ہے بوڑھا باپ اپنے محبوب بچے سے اپنی تمام آرزوؤں اور تمناؤں کو اس کے خون کے سمندر میں غرق کردینے کیلئے کس قدر استقلال کے ساتھ کہہ رہا ہے اے پیارے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تم کو ذبح کررہا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دعوے محبت کے ثبوت میں یہ امتحان لینا چاہتا ہے لیکن میری کامیابی تمہاری رضامندی پر موقوف ہے اور اس مہم کو ہم دونوں ملکر سر کرسکتے ہیں مجھے تم جیسے فرمانبردار لخت جگر سے یہ توقع ہے کہ تم مجھے ایسے نازک وقت شرمندہ نہ ہونے دوگے بوڑھے باپ کی زبان سے بیٹے کی قربانی کے صبر شکن الفاظ نکل کر فضائے آسمانی میں ابھی اچھی طرح منتشر بھی نہ ہونے پائے تھے کہ تابعدار بیٹے نے جواب دیا يَٰٓأَبَتِ ٱفۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُۖ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰبِرِينَ ۝ اے میرے باپ آپ شوق سے اس کام کو کیجئے جس کا آپ کو حکم کیا گیا ہے انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے جب حضرت ابراہیم نے اپنے لخت جگر کی باتیں سنیں تو حکم خداوندی کے آگے سر تسلیم خم کردیا ہے اور اپنے لاڈلے کو ذبح کرنے کیلئے تیار ہوئے وَتَلَّهُۥ لِلۡجَبِينِ ۝ اپنے پیارے بیٹے کو زمین پر منہ کے بل لٹایا اس وقت اس فرمانبردار بیٹے نے ایسے استقلال وعزیمت کا اظہار کیا کہ جس کو معلوم کر کے کلیجہ منہ کو آتا ہے فرماتے ہیں یاابت اشدد رباطی کیلا اضطرب واکفف عنی ثیابک حتی لا ینتضح علیھا شی من دمی فینقص اجری وتراہ امی فتحزن الخ اے میرے باپ میرے ہاتھ پاؤں کو اچھی طرح مضبوط باندھ دیجئے تاکہ جب چھری گلے پر چلے تو میں پریشان نہ ہوں۔ نیز اپنے کپڑوں کو بھی سمیٹ لیں تاکہ اماں جان خون کے چھینٹوں کو دیکھکر غمگین نہ ہوں اور میرے اجر میں کمی آجائے۔ گو اللہ تعالیٰ نے

حضرت اسمٰعیل کے گلے پر چھری تو نہ چلنے دی۔ لیکن باپ اور بیٹے کی انتہائی فرمانبرداری اور بے نظیر قربانی کی یہ خاص ادا پسند آگئی

اور امت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے یہ سلسلہ جاری کردیا۔ پس مسلمانو رسماً نہیں بلکہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ کا جذبہ لیکر قربانیاں کرو۔